APPLICATIONS AND SHARIAH RULLINGS OF GAURANTEE IN MODERN ISLAMIC FINANCIAL INSTITUTIONS

معاصر اسلامی مالیاتی اداروں میں گارنٹی کی صورتیں اور شرعی احکام

Hafiz Moazzum Shah, Lecturer Department of Sharia, Faculty of Arabic and Islamic Studies, AIOU, Islamabad. moazzum.shah@aiou.edu.pk ,
Muhammad Yousuf, Research Associate, Department of Islamic Thought, History and Culture, AIOU, Islamabad, muhammad.yousuf@aiou.edu.pk , **https://orcid.org/0000-0002-3796-2225**

ABSTRACT: *In the traditional application of Kafal agreement this in not allowed to earn profit from it. But in the modern era a huge volume of national and international transactions is based on guarantee agreement. Banks nowadays provide the facility of guarantee to businessmen in national and international transaction in the form of letter of Credit, letter of Guarantee and shipping guarantee. Being a part of the banking sector, the Islamic banks also need to provide guarantee services. But keeping in view the traditional application of the guarantee agreement that is Kafala, the Islamic banks cannot take remuneration against this facility. Therefore, there is need of shariah analysis of the guarantee services being provided by the Islamic banks. This article proceeds with an introduction of the traditional concepts of Kafal with special reference to different point of views of the Fuqaha. The next parts discuss its kinds and shariah ruling about taking remuneration against guarantee service. The next part discusses the contemporary applications and its shariah analysis. The last part consists of the conclusions and findings of this article.*

KEYWORDS: *guarantee, guarantee agreement, shipping, Kafala, Islamic bank, shariah rulings, Letter of guarantee, letter of credit, Transactions.*

شریعت میں عقود یعنی معاملات کی دو اقسام ہیں۔ایک وہ عقود ہیں جن کو عقود معاوضہ کہا جاتا ہے جیسے خرید وفروخت کے معاملات اور ایک وہ عقود ہیں جس میں فریقین کے درمیان عوض کا تبادل نہیں ہوتا جیسے گارنٹی کہ اس میں فریقین کے درمیان عوض کا تبادل نہیں ہوتا۔ چونکہ وہ عقد تبرع ہے لہذا اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ اس پر اجرت لینا جائز نہیں۔ کیونکہ کفیل اگر مکفول عنہ (مقروض) کی طرف سے کچھ ادائیگی کرتا بھی ہے تو وہ پھر مکفول عنہ سے واپس لیتا ہے اگر اس کو اجرت لینے کی اجازت ہو تو یہ سود ہو جائے گا کہ ایک شخص کی طرف سے ادائیگی مثلاً دس ہزار روپے کی اور اس سے بارہ ہزار وصول کرے گا۔

آج کل ایک شخص دوسرے شخص سے مالی معاملہ کرتا ہے تو فریقین میں سے ایک فریق دوسرے سے اس معاملہ کے نتیجے میں لازم شدہ التزامات کے بارے میں گارنٹی (گارنٹی) کا مطالبہ کرتا ہے۔اور یہ شخص بنک کے پاس جا کر یہ گارنٹی قرضے کا مطالبہ کرتا ہے۔بنک اس شخص کے مطالبہ پر ایک تعہّد (وعدہ) جاری کرتا ہے کہ بنک فلاں شخص کو اتنی مدت کے اندر اتنی مقدار قرضے کا پابند ہے۔اور ایک اقرار نامہ (تعہّد) جاری کرتا ہے اس کو ''خطاب الضمان'' کہتے ہیں۔اس صورت میں ایک صارف ہو گیا جو گارنٹی کا مطالبہ کرتا ہے، ایک بنک ہے جو کفیل ہوتا ہے اور جس کے حق میں گارنٹی جاری کرتا ہے وہ مکفول لہ ہے۔اسی طرح درآمدات اور برآمدات کیلیے میں بینک کو بطور گارنٹر کے استعمال کیا جاتا ہے۔اسی طرح بین الاقوامی تجارت میں بھی درآمد کنندہ اور برآمد کنندہ میں سے ہر ایک کو اپنی رقم اور مال کی وصولی یقینی بنانے کے لیے کسی فریق سے گارنٹی درکار ہوتی ہے۔سوال یہ ہے کہ ان معاملات کی فقہی تطبیق کیا ہے کیا بینکوں کے لیے اس طرح کی گارنٹی قرضا جائز ہے جس پر وہ اُجرت بھی لیتے ہیں۔اور کیا آج کل بین الاقوامی تجارت کی ضرورت ایسی ہے کہ اس کی بنیاد پر

اس اُجرت کو جائز کہا جائے؟۔ درج ذیل سطور میں ان سوالات کا شرعی جائزہ لیا جائے گا۔

الکفالۃ/گارنٹی لغۃً: الضمّ[1]۔ ملانے کو کہتے ہیں۔

اصطلاحاً: کفالۃ کے اصطلاحی معنی میں علماء کا اختلاف ہے۔ **احناف کی تعریف:** "ھی ضمّ الذّمۃ إلیٰ الذّمۃ فی المطالبۃ "[2]۔ "مطالبہ میں ایک ذمہ کو دوسرے ذمہ کے ساتھ ملانا"۔ یعنی مطالبے میں کفیل کے ذمے کو مقروض کے ذمے کے ساتھ ملانا۔ چاہے مطالبہ نفس کا ہو، قرض کا ہو یا عین کا ہو۔ پس احناف کے ہاں قرض نہ کفیل کے ذمے ثابت ہوتا ہے اور نہ ہی اصیل سے ساقط ہوتا ہے۔ **شوافع، مالکیۃ اور حنابلۃ کی تعریف:** آئمۃ ثلاثۃ کے ہاں کفیل پر بھی قرض ثابت ہو جاتا ہے 3 چنانچہ المغنی میں ہے۔" ضَمُّ ذِمَّۃِ الضَّامِنِ إِلیٰ ذِمَّۃِ المَضمُونِ عَنہ فِی التِزَامِ الحَقِّ "4۔ "کسی حق کی ذمہ داری اٹھانے میں میں ضامن کے ذمے کو مضمون عنہ کے ذمے کے ساتھ ملانا"۔ ابن قدامہ مزید لکھتے ہیں: "فیثبت فی ذمّتھما جمیعاً "5۔ "پس قرض دونوں (کفیل ومکفول) کے ذمے ثابت ہو جائے گا"۔ جبکہ احناف کے ہاں کفیل پر صرف مطالبہ کا حق ثابت ہوتا ہے قرض ثابت نہیں ہوتا۔ جیسے کہ گزر چکا۔

کفالہ کی مشروعیت: القرآن: قرآن مجید میں ہے: "قَالُوا نَفقِدُ صُوَاعَ المَلِكِ وَلِمَن جَآءَ بِهِ حِملُ بَعِيرٍ وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ "6۔ ترجمہ: انہوں کے کہا ہم کو پادشاہی پیمانہ نہیں ملتا (وہ غائب ہے) اور جو شخص اس کو حاضر کے اس کو ایک بار شتر غلہ ملے گا اور میں اس (کے دلوانے) کا ذمہ دار ہوں۔ **الحدیث:** حضرت سلمہ بن الاکوعؓ سے روایت ہے: فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے پس اتنے میں ایک جنازہ لایا گیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: "اس نے (پیچھے) کچھ چھوڑا ہے؟" تو لوگوں نے کہا نہیں۔ پھر فرمایا: "کیا اس کے ذمے قرض ہے؟" لوگوں نے کہا کہ تین قرض دار ہیں۔ پس آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اپنے ساتھی پر نماز جنازہ پڑھو!" ابو قتادہؓ نے کہا: یا رسول ﷺ! اس کی نماز جنازہ پڑھادیں اور اس کا قرض میرے ذمے ہے"۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ ادا فرمائی 7۔ اس حدیث سے کفالہ کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے کیونکہ حضرت ابو قتادہؓ نے قرض ادا کرنے کی ذمہ داری لے لی جس کو رسول اللہ ﷺ نے صحیح قرار دیا۔ **اجماع:** علامہ ابن رشد اور علامہ ابن قدامہ نے فقہائے احناف، مالکیہ، شوافع اور فقہائے حنابلہ کا کفالہ کے جواز کے بارے میں اجماع نقل کیا ہے 8۔

عقد کفالۃ کی اقسام: فقہائے کرام نے عقد کفالہ کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔ پہلی قسم کفالۃ بالنفس اور دوسری کفالۃ بالمال۔

۱۔ کفالۃ بالنفس کی تعریف: کفالہ بالنفس سے مراد کسی دوسرے شخص کی ذمہ داری اٹھانا۔

۲۔ کفالۃ بالمال: کفالۃ بالمال سے مراد مقروض کی طرف سے مال کی ادائیگی کی ذمہ داری اٹھانا۔[9]

فقہائے کرام نے عقد کفالہ بالمال کی تین اقسام ذکر کی ہیں۔ کفالہ بالقرض، کفالہ بالعین یا کفالہ بالتسلم اور کفالہ بالدرک۔

۱۔ کفالہ بالقرض: کفالہ بالقرض سے مراد ہے کہ کسی مقروض کے قرض کی گارنٹی دینا

۲۔ کفالہ بالعین یا کفالہ بالتسلیم: کفالہ بالعین یا کفالہ بالتسلیم سے مراد کسی عین چیز کے حوالہ کرنے کی گارنٹی دینا۔ جیسے مغصوبہ چیز جو غاصب کے پاس ہو اس کی گارنٹی یا مبیع (فروخت شدہ) کی حوالگی کی گارنٹی10۔

۳۔ کفالہ بِالدرّک: کفالہ بِالدرّک سے مراد اس بات کی گارنٹی دینا کہ مبیع کو اگر عقد بیع سے سابقہ کسی سبب کی وجہ سے کوئی مشکل یا خطرہ لاحق ہو، مثلاً اگر اس مبیع کا کوئی مستحق نکل آئے، تو وہ شخص یا بائع اس کی گارنٹی دے کہ اس نقصان کا وہ ذمہ دار ہوگا11۔

مجہول چیز کی گارنٹی: جمہور فقہاء12 کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کفالہ بالمال میں مکفول بہ کی مقدار، صفت یا اس کے عین کا معلوم ہونا ضروری نہیں۔ جیسے کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے یوں کہے کہ میں آپ کو اس کی حق کی ضمانت دیتا ہوں جو آپ کا اس کے ذمے ہے۔ ان حضرات کی دلیل رسول اللہ ﷺ کی درج ذیل حدیث مبارکہ ہے: عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ فِي الخُطْبَةِ عَامَ حَجَّةِ الوَدَاعِ: «العَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ، وَالزَّعِيمُ غَارِمٌ، وَالدَّيْنُ مَقْضِيٌّ»: حضرت ابو اُمامہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت ابو اُمامہؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع کے سال خطبہ میں ارشاد فرماتے سنا: "عاریت لی ہوئی چیز لوٹائی جائے گی، ضامن کو تاوان دینا ہوگا اور قرض واجب الاداء ہوگا"۔ "الزعیم غارمٌ"13۔ رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر عمومی ارشاد فرمایا جس میں مجہول یا معروف کی تفصیل اور وضاحت نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ گارنٹی عقد تبرع ہے۔ لہذا اس میں (بیع کے برعکس) جہالت برداشت کی جاسکتی ہے۔ البتہ امام شافعی کے قول جدید کے مطابق قرض کی جنس، مقدار اور صفت وغیرہ کا معلوم ہونا ضروری ہے14۔

کفیل کی طرف سے قرض کی ادائیگی کے بعد مقروض سے مطالبہ کرنا: فقہائے کرام نے کفیل کی طرف سے قرض کی ادائیگی کے بعد مقروض سے مطالبہ کرنے اور نہ کرنے کے حوالے سے دو اقسام ذکر کی ہیں۔

۱۔ مقروض سے مطالبہ کے حق کے ساتھ کفیل بننا: یہ کفالہ کی وہ قسم ہے جس میں کفیل مقروض (مکفول عنہ) کے مطالبہ یا مرضی سے کفیل بنتا ہے۔

۲۔ مقروض سے مطالبہ کے حق کے بغیر کفیل بننا: یہ اس صورت میں ہوتا ہے جب کفیل مکفول عنہ کی اجازت کے بغیر ذمہ دار بنتا ہے۔

کفیل کے لیے مقروض سے مطالبہ کی شرائط: کفیل، مقروض سے اس وقت مطالبہ کر سکتا ہے جب درج ذیل شرائط پائی جائیں۔

۱۔ کوئی شخص مقروض کی اجازت سے کفیل بنا ہو۔

۲۔ کوئی شخص مقروض کی اجازت کے بغیر کفیل بنا ہو۔

اگر کوئی شخص مقروض کی اجازت کے بغیر کفیل بنا ہو تو کیا کفیل مقروض سے مطالبہ کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں فقہائے کرام کی مختلف آراء ہیں۔ فقہائے احناف و شوافع کے ہاں اس صورت میں اگر مطالبہ کا حق ہوتا تو آپ ﷺ حضرت ابو قتادہؓ کی گارنٹی کے باوجود نماز جنازہ نہ پڑھاتے15۔ امام مالکؒ اور امام احمدؒ کے (ایک قول کے مطابق) ہاں یہ شرط ضروری نہیں۔ اگر مکفول عنہ کی اجازت

کے بغیر ہوتب بھی اس سے مطالبہ کر سکتا ہے۔یہ حضرات فرماتے ہیں کہ جہاں تک حضرت ابو قتادہؓ والی حدیث کا تعلق ہے تو وہاں یہ بات واضح ہے کہ انہوں نے تبرع فرمایا تاکہ آپ ﷺ ان کی نماز جنازہ پڑھا لیں۔(جیسا کہ حاکم اگر اس کی طرف سے اداء کردے۔)16۔

۲۔دوسری شرط یہ ہے کہ اِذنِ صحیح ہو،یعنی ایسے شخص نے اجازت دی ہو جو اجازت اور قرضہ دینے کا اہل ہو۔لہذا بچے اور مجنون کی اجازت کا شرعا اعتبار نہیں ہوگا17۔

اگر گارنٹی ایک سال کیلئے مؤجل تھی اور اس دوران کفیل فوت ہو گیا یا اصیل (مؤکل) فوت ہو گیا تو دونوں صورتوں میں فقہائے احناف ،مالکیہ اور شوافع کے ہاں مؤجل قرض کی فوری ادائیگی لازم ہو جائیگی18۔کیونکہ موت کی وجہ سے ان فقہاء کے ہاں مؤجل قرض فوری واجب الاداء ہو جاتا ہے۔فقہائے حنابلہ کے دو آراء ہیں۔المغنی میں ابن قدامہؒ نے اس قول کو ترجیح دی ہے کہ کفیل یا اصیل کے فوت ہونے سے قرض حال نہیں بنتا19۔

کفالہ پر اُجرت لینا: گارنٹی چونکہ عقد تبرع ہے لہذا اس بات پر فقہائے کرام کا اتفاق ہے کہ اس پر اجرت لینا جائز نہیں۔کیونکہ کفیل اگر مکفول عنہ (مقروض) کی طرف سے کچھ ادائیگی کرتا بھی ہے تو وہ پھر مکفول عنہ سے واپس لیتا ہے لہذا اگر اس کو اجرت لینے کی اجازت ہو تو یہ سود ہو جائے گا۔جیسے ایک شخص کی طرف سے ادائیگی اگر دس ہزار روپے کی ہو اور اس سے بارہ ہزار (دوہزار بطور گارنٹی کے اجرت کے) لے لیئے۔تو اس صورت میں یہ دوہزار سود ہو جائے گا۔یہ معاملہ اگرچہ عقد تبرع ہے لیکن اس بارے میں امام ابو حنیفہؒ کی رائے یہ ہے کہ عقد کفالہ ابتداءً عقد تبرع ہوتا ہے جبکہ انتہاءً عقد معاوضہ ہے کیونکہ کفیل پھر مکفول عنہ سے اداشدہ رقم کا مطالبہ کرتا ہے20۔

علامہ ابن الہمام فتح القدیر میں 21 ،علامہ دسوقی حاشیۃ الدسوقي علی الشرح الکبیر میں 22، علامہ صاوی المالکی بلغۃ السالک لأقرب المسالک 23 اور علامہ نووی المجموع شرح المھذب میں 24 اور علامہ بہوتی نے کشاف القناع عن متن الإقناع میں اس موضوع تفصیلی بحث کی ہے جس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

1۔عقد کفالہ کی بنیاد تبرع اور احسان پر ہے لہذا اس پر معاوضہ یا اجرت لینا جائز نہیں۔

2۔کفالت کا معاوضہ،مکفولی یا ان کے علاوہ کسی تیسرے شخص (حقیقی یا قانونی) کی طرف سے قرضے کا امکان ہے۔

3۔فقہا نے کفالہ کے مقابلے میں عوض کے عدم جواز کی دو علتیں ذکر کی ہیں۔یعنی یا تو یہ ربا ہے یا رشوت ہے۔

اسی طرح ''مجمع الفقہ الاسلامی جدہ'' اس موضوع پر بحث کی اور یہ فیصلہ دیا ہے۔ان الكفالةهي عقد تبرع يقصد للإرفاق والإحسان،وقدقرر الفقهاءعدم جوازأخذالعوض على الكفالة،لأنه في حالةأداءالكفيل مبلغالضمان يشبه القرض الذ يجرنفعاعلى المقرض،وذلك ممنوع شرعا25 عقد کفالہ عقد تبرع ہے جس کا مقصد احسان کرنا ہے اور فقہا نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ گارنٹی کی خدمت پر عوض لینا جائز نہیں کیونکہ کفیل جب ادائیگی کرتا ہے تو وہ قرض کی طرح ہے جو نفع لائے اور قرض پر نفع حاصل کرنا جائز نہیں۔البتہ اگر گارنٹی کے ساتھ

ساتھ کوئی اضافی کام جو کفیل ہونے کی حیثیت سے اس کی ذمہ داری میں نہیں آتے، وہ بھی انجام دیدے تو اس صورت میں چونکہ وہ وکیل کی حیثیت سے کام بھی کرتا ہے لہذا اس کیلئے وکالت کی اجرت لینا جائز ہے۔

معاصر فقہاء میں سے شیخ وہبہ الزحیلیؒ اور ڈاکٹر یوسف القرضاوی نے بھی گارنٹی پر اجرت لینے کو ضرورت کے وقت جائز قرار دیا ہے۔ یعنی جب مجبوری ہو اور کام بغیر گارنٹی کے نہ ہو سکتا ہو جیسے ملک سے باہر سفر وغیرہ کیلئے کبھی گارنٹی کی اجرت قرضی پڑتی ہے تو اس صورت میں جائز ہے۔ جیسا کہ حق وصول کرنے کیلئے رشوت دینا جائز ہے جبکہ یہ یقین ہو کہ بغیر رشوت کے حق وصول نہ ہو گا26۔

قرض خواہ کے مطالبے کا حق: کفیل جب قرض کی گارنٹی دے دیتا ہے تو اس کے بعد قرض خواہ کو حق حاصل ہے کہ کفیل اور مقروض میں سے جس سے چاہے مطالبہ کرے۔ کیونکہ کفالہ کا مطلب '' ذمہ داری میں شریک ہونا'' اور وہ تب ہو گا جب دونوں سے مطالبہ کا حق حاصل ہو27۔ تاہم کفیل اگر ابتداءً یہ شرط لگادے کہ پہلے اصیل سے مطالبہ کیا جائے گا اگر وہ انکار کردے تو پھر کفیل سے مطالبہ کیا جائے گا۔ تو اس صورت میں اصیل سے پہلے مطالبہ کیا جائے گا۔ ہاں اگر گارنٹی میں اصیل کی براءت کی شرط رکھی گئی ہو تو پھر اصیل بری ہو جائے گا کیونکہ اس کی حیثیت حوالہ کی ہو جائے گی۔ یہ مسلک فقہائے احناف28، فقہائے شوافع 29 اور فقہائے حنابلہ 30 کا ہے۔ تاہم شوافع کے ہاں گارنٹی بشرط براءۃ الاصیل جائز نہیں۔

اور امام مالکؒ کا مشہور مسلک یہ ہے کہ اصل مطالبہ مقروض (اصیل) ہی سے ہو گا، إلا یہ کہ اصیل سے مطالبہ ممکن نہ ہو مثلاً وہ غائب ہو جائے اور پیچھے اس کا ایسا مال نہ ہو جس سے وصولی کی جا سکے اسی طرح وہ جھگڑالو اور مشکل آدمی نہ ہو۔ اسی طرح وہ غریب ہو کہ اس کے پاس مال نہ ہو۔ ہاں اگر ایسی صورت ہو کہ اس سے مطالبہ مشکل ہو جائے تو پھر کفیل کی طرف مطالبہ کرے گا البتہ اگر دائن نے شروع میں یہ شرط لگائی کہ وہ جس سے بھی چاہے گا مطالبہ کرے گا یا یہ کہ مطالبہ میں وہ کفیل کو اصیل سے مقدم رکھے تو پھر اس صورت میں کفیل سے مطالبہ کرے گا31۔

جمہور کی دلیل: رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے: '' نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِقَرْضِهِ حَتَّىٰ يُقْضَىٰ عَنْهُ ''32۔ '' مومن آدمی قرض کے ساتھ معلّق رہتا ہے یہاں تک کہ اس کی طرف سے اداء کر دیا جائے''۔ یہاں پر حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ قرض سے خلاصی صرف ادائیگی کی صورت میں ہے ورنہ نہیں۔

کفیل اصیل سے کب مطالبہ کرے گا؟ کفیل کو اصیل سے مطالبہ کا حق تب ہو گا جب وہ اس کی طرف سے ادائیگی کر دے اس سے اس کو مطالبہ کا حق حاصل نہیں کیونکہ جو مال اس نے مکفول عنہ (مقروض) کی طرف سے اداء نہیں کیا وہ اسکا مال نہیں ہے لہذا اس کیلئے مقروض سے مطالبہ بھی نہیں کرے گا۔

عقد کفالہ بالمال کا مکمل ہونا: عقد کفالہ درج ذیل طریقوں میں سے کسی بھی طریقے سے مکمل ہو جاتا ہے۔

۱۔ دائن کو مال کی ادائیگی ہو یا جو ادائیگی کے معنیٰ میں ہو: اگر کفیل مال کی ادائیگی کر دے تو اصیل (مقروض) کی ذمہ داری بھی پوری ہو جائے گی۔ کیونکہ گارنٹی کا مقصد پورا ہو گیا۔ اسی طرح اگر مقروض نے بھی ادائیگی کر دی تو کفیل کی ذمہ داری پوری ہو گئی۔ اسی طرح اگر مال ہبہ یا صدقہ کر دیا تب بھی بری ہو جائے گا۔

۲۔ الإبراء: مجلۃ الاحکام العدلیۃ میں مادّہ رقم "۱۵۳۶" میں ابراء کی تعریف یوں کی گئی ہے: "ہوَ أن یَبرأ احدٌ الاخرَ بإسقاطِ تَمامِ حقّہ الذی ہُو عند الاخَرِ أو بحطّ مِقدار منہُ عن ذِمّتہ"33۔ "ابراء یہ ہے کہ ایک شخص کا جو کچھ دوسرے شخص کے ذمے ہے اس تمام کو یا اس کے ایک مقدار کو ساقط کر دے"۔

اور اس پر علماء کا اتفاق ہے کہ اگر دائن نے مقروض یا کفیل میں سے کسی کو بھی حق سے بری کر دیا تو گارنٹی ختم ہو جائے گی۔ البتہ اگر کفیل کو بری کر دیا تو اصیل بری نہ ہو گا اور اگر اصیل کو بری کر دیا تو کفیل بری ہو جائے گا34۔

۳۔ الصلح: صلح سے مراد ایسا عقد ہے جس کا مقصد نزاع (جھگڑے) کو ختم کرنا ہو35۔ کفیل کی دائن کے ساتھ مصالحت کی درج ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں۔

۱۔ اس بات پر صلح کرے کہ مقروض اور کفیل دونوں سے قرض ساقط کر دیں۔ تو اس صورت میں دونوں سے قرض ساقط ہو جائے گا۔

۲۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کفیل قرض خواہ کے ساتھ مال پر مصالحت کرے کہ اتنے مال پر کفیل اور دائن کے درمیان صلح ہو گئی۔ اس صورت میں یہ ممکن ہے کہ وہ قرض کی مقدار سے کم پر صلح کرے۔ تاہم اگر پھر مقروض سے کفیل اپنے مال کیلئے مطالبہ کرے گا تو جو کچھ اس نے قرض خواہ کو دیا ہے اس کا مطالبہ کرے گا کل مکفول بہ مال کا مطالبہ نہیں کرے گا۔ تاکہ ربا کا راستہ روکا جا سکے کہ وہ اس کی طرف سے قرض کی مقدار سے کم ادا کرے اور مقروض سے زیادہ کا مطالبہ کرے۔

اگر کفیل، قرض جس کرنسی میں تھا اس کے علاوہ کسی کرنسی میں ادائیگی کرے یعنی قرض کے جنس کے علاوہ کی صورت میں ادائیگی کر دی تو پھر دونوں میں سے جو حقیقۃً کم مالیت (قیمت) والی چیز ہو گی اس کا مطالبہ مقروض سے کریگا۔ یہ بھی اس لئے تاکہ ربا یا سود کا دروازہ نہ کھلے۔

حوالہ: عقد کفالہ حوالہ کے ذریعے بھی مکمل ہو جاتا ہے پس اگر کفیل یا مقروض نے قرض کا حوالہ کر دیا یعنی اس قرض کی ذمہ داری کسی اور نے اٹھالی تو اس صورت میں عقد کفالہ مکمل ہو جائے گا۔ کیونکہ حوالہ کے نتیجے میں قرض (مقروض سے) اور مطالبہ (کفیل سے) دونوں ساقط ہو جاتے ہیں36۔

عقد کفالہ کا انعقاد: عقد کفالہ چونکہ مستقل عقد ہے اس لئے عقد مداینت (یعنی جس کے نتیجے میں کسی کے ذمے قرض لازم آتا ہے) کے ساتھ، اس سے پہلے یا اس کے بعد بھی عقد کفالہ منعقد ہو سکتا ہے۔

عقود امانت اور عقود ضمان اس مضمون میں چونکہ گارنٹی (گارنٹی) پر بحث کی گئی ہے۔اس لئے سب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ کن عقود میں گارنٹی اور ضمان لاگو کیا جاسکتاہے اور کن میں نہیں۔

عقود کو ضمان کے اعتبار سے درج ذیل چار اقسام میں تقسیم کیا جاسکتاہے۔

۱۔ایک وہ عقود ہیں جو بذات خود گارنٹی اور ضمان کیلئے ہیں جیسے کہ کفالہ ہے۔

۲۔دوسرے وہ عقود ہیں جو گارنٹی کے لئے تو نہیں ہوتے تاہم وہ گارنٹی کو ان کے احکام اور اثر لازم کے طور پر قبول کرتے ہیں۔ان کو عقود ضمان کہا جاتاہے اور ان عقود میں قابض مقبوضہ مال کا ضامن ہوتا ہے چاہے وہ کسی بھی سبب سے ہلاک ہو۔جیسے عقد بیع، عقد قرض اور عقد صلح علیٰ مال بمال وغیرہ۔

۳۔تیسری قسم کے وہ عقود ہوتے ہیں جس میں حفظ وامانت کا پہلو غالب ہوتا ہے۔ان کو عقود امانت کہتے ہیں۔ان عقود میں مال قابض کے ہاتھ میں امانت کے طور پر ہوتاہے اور سوائے تعدی، کوتاہی یا شروط کی مخالفت کے وہ اس کا ضامن نہیں بنتا۔جیسے عقد ودیعۃ، عقد عاریۃ، عقد شرکۃ (اپنی تمام اقسام کے ساتھ)، عقد وکالۃ اور عقد وصیۃ ہے۔

۴۔چوتھی قسم کے وہ عقود ہوتے ہیں جو ایک لحاظ سے مضمون اور ایک لحاظ سے امانت ہوتے۔جیسے کہ اجارہ، رہن اور صلح عن مال بمنفعۃ وغیرہ۔

عقد امانت میں قابض اس لئے ضامن نہیں بنتا کہ امانت اسی حالت میں اس کے مالک کو فوراً واپس کرنے کا حکم ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''إن اللہ یأمرکم أن تؤ د ّوا الأمانات إلیٰ اہلہا ''37۔ ترجمہ: **بیشک اللہ تم کو فرماتاہے کہ پہنچادو امانتیں امانت والوں کو۔**

علامہ ابن العربی احکام القرآن میں اس اٰیت کے تحت امانت کی تعریف میں فرماتے ہیں: ''اِختلَفَ النَّاسُ فِی الاَمَانَاتِ فَقَالَ قَومٌ:ہِیَ کُلُّ مَا أخَذتَہ بِإ ذنِ صَاحِبِہ ۔ وَقَالَ اٰ خَرُونَ : ہِیَ مَا أخَذتَہ بِإذنِ صَاحِبِہ لِمَنفَعَتِہ وَ یَصِحُّ أن کَلَیہِمَا اَمَانۃٌ ، وَمَعنی الاَمَانۃِ فِی الاِشتِقَاقِ أنَّہَا أمِّنَت مِنَ الفَسَادِ''38۔ ''لوگوں نے امانات کے بارے میں اختلاف کیا ہے پس ایک قوم نے کہا: یہ ہر وہ چیز ہے جو تونے اپنے ساتھی کے اجازت سے لی اور دیگر نے کہا امانت وہ ہے جو تونے ساتھی کی اجازت سے اسی کے نفع کیلئے لی۔اور صحیح بات یہ ہے کہ دونوں ہی امانت کے ذیل میں آتے ہیں۔اشتقاق میں امانت کا معنی ہے کہ اس کو فساد سے محفوظ کر لیا گیا''۔

اس کا ضمان اس لئے نہیں آتا کہ یہ عقد معاوضہ نہیں بلکہ اس کا مقصد حفاظت کرنا ہوتا ہے جیسا کہ ودیعۃ میں یا کسی کے ساتھ احسان کرنا مقصود ہوتاہے اور جیسا کہ عاریۃ میں ہے۔اور چیز آدمی کے ہاتھ میں بطور امانت کے ہوتی ہے۔اور فقہاء کے ہاں معروف قاعدہ ہے کہ ''الامین لایضمن'' کہ امین ضامن نہیں ہوتا الا یہ کہ اس کی طرف سے تعدی، کوتاہی یا شروط کی مخالفت پائی جائے۔39

قبضہ مضمون وغیر مضمون: جب بھی کوئی چیز کسی شخص کے قبضے میں ہوگی وہ یا تو امانت ہوگی یا مضمون ہوگی۔

قبضہ مضمون: یعنی مقبوضہ چیز کے ضائع ہونے سے قابض ضامن بنتا ہو۔ایسے قبضہ کی تعریف کرتے ہوئے سلیمان محمد لکھتے ہیں:

"ھِیَ کُلُّ یَدٍ لَاتَستَنِدُ الیٰ اِذنٍ شَرعِیٍّ مِنَ الشَّارِعِ اومِنَ المَالِکِ وَکَذٰلِکَ کُلّ یَدٍ تَستَنِدُ الیٰ وِلَایَۃٍ شَرعِیَّۃٍ وَدَلَّ دَلِیلٌ عَلیٰ ضَمانِ صَاحبِہَا وَ کُلُّ یَدٍ تَرَتَّبَت عَلیٰ یَدٍ مُعتَدِیَۃٍ مِنَ غَیرِ اِستِنَادٍ الیٰ وِلَایَۃٍ شَرعِیَّۃٍ اَو اِستَنَدَت لکِن کَانَ وَضعِہَا لِمَصلَحَۃِ صَاحِبِہَا خاصّۃ"40۔"یہ ہر وہ قبضہ جو شریعت کے اجازت سے نہ ہو اور اسی طرح ہر وہ قبضہ جو شرعی ولایت کی بنیاد پر نہ اور کوئی (شرعی) دلیل اس قبضہ کے مضمون ہونے پر دلالت کرے اور ہر وہ قبضہ جو شرعی ولایت کے بغیر کسی تعدی کرنے کے نتیجے میں حاصل ہوا ہو یا کسی شرعی ولایت کے نتیجے میں قبضہ حاصل ہوا ہو لیکن یہ قبضہ خاص قابض کے مصلحت (فائدے) کیلئے ہو"۔

مندرجہ بالا تعریف ضمان کے تمام اقسام کو شامل ہے۔یعنی ایسا قبضہ جو مالک یا شریعت کے اجازت کے بغیر ہو یا شریعت کی اجازت ولایت کے نتیجے میں ہو تاہم شریعت نے اس قبضہ کو مضمون قرار دیا ہو یا تعدی کے نتیجے میں جو قبضہ حاصل ہو جیسے کہ غاصب کا قبضہ ہے۔

غیر مضمون قبضہ: علامہ ابن العربی لکھتے ہیں: "اِختلَفَ النَّاسُ فِی الاَمَانَاتِ فَقَالَ قَومٌ:ہِیَ کُلُّ مَا أَخَذتَہ بِا ذنِ صَاحِبِہ ۔ وَقَالَ اٰ خَرُونَ : ہِیَ مَا أَخَذتَہ بِإذنِ صَاحِبِہ لِمَنفَعَتِہِ وَ یَصِحُّ أن کَلَیہِمَا اَمَانۃ ، وَمَعنی الاَمَانَۃِ فِی الاِشتِقَاقِ أَنَّہَا أَمِّنَت مِنَ الفَسَادِ"41"لوگوں نے امانات کے بارے میں اختلاف کیا ہے پس ایک قوم نے کہا: یہ ہر وہ چیز ہے جو تو نے اپنے ساتھی کے اجازت سے لی اور دیگر نے کہا امانت وہ ہے جو تو نے ساتھی کی اجازت سے اسی کے نفع کیلئے لی۔اور صحیح بات یہ ہے کہ دونوں ہی امانت کے ذیل میں آتے ہیں۔اشتقاق میں امانت کا معنی ہے کہ اس کو فساد سے محفوظ کر لیا گیا"۔

امام زرکشی نے وہ قبضہ جس میں مقبوضہ چیز کے بغیر تعدی کے ضائع ہونے سے ضمان نہیں یعنی ید الامانۃ کی تعریف کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے۔"الید التی تخلف ید المالک فلا شیئ علیہ الا أن یتعدیٰ "42۔"یعنی وہ قبضہ جو مالک کی اجازت سے ہو تو قابض پر ضمان نہیں آئیگا الا یہ کہ وہ تعدی کرے"۔

ید الامانۃ کی صورت میں ضامن نہ بننے کی دلیل: "إن اللہ یأمرکم أن تؤ دوا الامانات إلیٰ اہلہا "43۔بیشک اللہ تم کو فرماتا ہے کہ پہنچا دو امانتیں امانت والوں کو۔

امام دار قطنی نے عمرو بن شعیب کی روایت نقل کی ہے کہ "لاضمان علیٰ مؤتمن"44۔

اور اس کا ضمان اس لئے نہیں آتا کہ یہ عقد معاوضہ نہیں بلکہ اس کا مقصد حفاظت کرنا ہوتا ہے جیسا کہ ودیعۃ میں یا کسی کے ساتھ احسان کرنا مقصود ہوتا ہے جیسا کہ عاریۃ ہے۔اور چیز آدمی کے ہاتھ میں بطور امانت کے ہوتی ہے۔اور فقہاء کے ہاں معروف قاعدہ ہے کہ "الامین لایضمن" کہ امین ضامن نہیں ہوتا الا یہ کہ اس کی طرف سے تعدی، کوتاہی یا شروط کی مخالفت پائی جائے۔45

عقود امانت اور گارنٹی:

الودیعۃ: عقد ودیعۃ کے بارے میں علماء کا اتفاق ہے کہ مودَع اگر تعدی، کوتاہی یا شروط کی مخالفت نہ کرے تو ضامن نہیں ہوتا۔

دلیل: ۱۔امام بیہقی نے روایت نقل کی ہے جس میں ہے: ''مَنِ اُستُودِعَ وَدِیعَۃً فَلَا ضَمَانَ عَلَیہِ''46۔ جس کے پاس امانت رکھوائی گئی اس پر کوئی ضمان نہیں

۲۔اس بات پر اجماع ہے کہ مودع ضامن نہیں الا یہ کہ وہ تعدی کرے، کوتاہی کرے یا شروط کی مخالفت کرے47۔

عقد الوکالۃ: عقد وکالۃ بھی عقود الامانۃ میں آتا ہے۔اور اس بات پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ وکیل کا قبضہ امانت کے طور پر ہوتا ہے اور وہ نقصان کی صورت میں ضامن نہیں بنتا الا یہ کہ اس کی طرف سے تعدی، کوتاہی یا شروط کی مخالفت پائی جائے48۔ کیونکہ وکیل کا قبضہ در اصل مؤکل کا قبضہ ہوتا ہے۔اور وہ قبضہ میں وکیل کا نائب ہوتا ہے۔ لہذا بغیر تعدی کے ہلاکت کی صورت میں وہ ضامن نہیں بنے گا۔

عقد الشرکۃ: اس بات پر بھی فقہاء کا اتفاق ہے کہ ایک شریک کا قبضہ دوسرے شریک کے حق میں قبضہ امانت ہوتا ہے49۔ کیونکہ وہ قبضہ دوسرے شریک کا مال اس کی اجازت سے اور اس سے نیابۃً قبضہ کرنا ہے۔ لہذا تعدی نہ ہونے کی صورت میں وہ ضامن نہیں بنے گا۔

عقد المضاربۃ: اس بات پر اکثر فقہاء کا اتفاق ہے کہ مضارب وکیل کے طور پر کام کرتا ہے اور اس کے ہاتھ میں ربّ المال کا جو کچھ بھی ہوگا وہ بطور امانت کے ہوگا50۔

وکالت و گارنٹی کو آپس میں جمع کرنا: عقد وکالت اور عقد گارنٹی کو آپس میں جمع کرنا جائز نہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر وکیل کو اس چیز کی گارنٹی قرضے کا کہا جائے جو اس کو دی گئی ہے یعنی اگر مضارب کو کہا گیا کہ جو پیسے آپ کو دیئے گئے اس کی گارنٹی دو۔تو اب ربّ المال کو منافع بھی ملے گا اور اس کا اصل سرمایہ بھی محفوظ ہو گیا۔ یعنی مضارب نے اس کی گارنٹی دے دی۔ اب گویا ربّ المال صرف فائدہ وصول کرے گا اور نقصان برداشت نہیں کرے گا۔ جبکہ شریعت اس طرح کے فائدے (نفع) کو جائز قرار نہیں دیتی۔ بلکہ نفع کیلئے ضروری ہے کہ نفع و نقصان دونوں میں شراکت ہو۔

عقد اجارۃ: اجارہ میں اگر اجارۃ الاشیا ہے یعنی کوئی چیز کرایہ پر لی ہے تو وہ چیز مستاجر کے ہاتھ میں بطور امانت کے ہے۔ لہذا اگر بغیر تعدی کے تلف یا ضائع ہو جائے تو ضامن نہیں ہوگا۔ لیکن اگر کوئی شخص اجرت پر کام کرتا ہے، یا تو وہ اجیر خاص ہوگا یا اجیر مشترک ہوگا۔ان میں پھر بعض صورتوں میں ضامن ہوتا ہے اور بعض میں نہیں۔

عقود امانۃ میں ضمان: تاہم اس سلسلے میں عمومی قاعدہ یہ ہے کہ جن عقود میں معاوضہ ہو تو وہ عقود ضمان ہوں گے اور اگر معاوضہ اس عقد میں نہ ہو تو پھر وہ عقد امانت ہوگا۔

گارنٹی کی معاصر صورتیں 1۔ کرنسی کی قیمت کی گارنٹی: جب مالیاتی ادارہ مشارکہ، مضاربہ یا وکیل بالاجرہ کی حیثیت سے معاملات کر رہا ہو تو اس کیلئے جائز نہیں کہ کرنسی کی قیمت میں تبدیلی (کم یا زیادہ) ہونے کی صورت میں نقصان کی گارنٹی دے کیونکہ یہ بات گزر چکی

ہے کہ یہ عقود امانت میں سے ہیں اور عقد امانت میں کفالہ جائز نہیں۔

2۔گارنٹی لیٹر کا اجرا: بنکوں کی خدمات (services) میں ایک خدمت یہ بھی ہے کہ کبھی کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے معاملہ کرتا ہے پس دونوں میں سے ایک دوسرے سے اس معاملہ کے نتیجے میں لازم شدہ التزامات کے بارے میں گارنٹی (گارنٹی) مانگتا ہے۔ اور یہ شخص بنک کے پاس جا کر اسکا گارنٹی قرضے کا مطالبہ کرتا ہے۔ بنک اس شخص کے مطالبہ پر ایک تعہّد اقرار نامہ جاری کرتا ہے کہ بنک فلاں شخص کو اتنی مدت کے اندر اتنی مقدار قرضے کا پابند ہے۔ اور ایک اقرار نامہ جاری کرتا ہے اس کو "خطاب الضمان" کہتے ہیں۔ اس صورت میں ایک صارف ہو گیا جو گارنٹی کا مطالبہ کرتا ہے، ایک بنک ہے جو کفیل ہوتا ہے اور جس کے حق میں گارنٹی جاری کرتا ہے وہ مکفول لہ ہے۔

گارنٹی لیٹر کی اقسام: 1۔ابتدائی گارنٹی لیٹر: یہ بنک کی جانب سے ایک وعدہ ہوتا ہے جو عموماً بولی (مزایدات)، مناقصات کی صورت میں، بولی یا مناقصات طلب کرنے والے ادارے مانگتے ہیں جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس بولی میں شرکت کرنے والا سنجیدہ ہے اور یہ کہ اگر بولی یا مناقصہ (جس میں کسی کام کیلئے قیمت طلب کی جاتی ہے quotation/) میں شرکت کرنے والا مستحق ٹھہرتا ہے تو وہ اس کام کو کرے گا اور پیچھے نہیں ہٹے گا۔ عموماً یہ کام کی ٹوٹل قیمت کا ۲ فیصد ہوتا ہے۔ یہ تعہّد چونکہ ابتدائی عمل کیلئے ہوتا ہے اس لئے اس کو "خطاب الضمان الِابتدائی" کہتے ہیں۔ آجکل اس کو کال ڈیپازٹ (call deposit) کہا جاتا ہے۔

2۔ثانوی گارنٹی لیٹر: جب بولی یا مناقصہ کے نتیجے میں کوئی اس کام کا مستحق ٹھہرتا ہے تو اس شخص سے اس کام کو شروط ولوازمات کے مطابق کرنے کے بابت گارنٹی لی جاتی ہے اس شخص سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ کل کام کی قیمت کا %10 بطور گارنٹی کے بنک سے عہد لائے اس صورت میں بنک اس شخص کو جو کہ مکفول عنہ ہے، مکفول لہ (جو کہ وہ ادارہ ہے جو اس شخص سے کام لے رہا ہے) کے حق میں ایک تعہّد (اقرار نامہ) دیتا ہے کہ اگر اس شخص نے اس معاہدہ کے مطابق کام نہ کیا تو بنک اس کل عمل کی رقم کا %10 مکفول لہ (اس ادارے) کو قرضے کا پابند ہو گا۔ اس خطاب کو خطاب الضمان النہائی کہتے ہیں۔ اس کو Security کہا جاتا ہے۔

غطاء خطاب الضمان (پیشگی ادائیگی پر گارنٹی لیٹر جاری کرنا): بنک جب گارنٹر (کفیل) بنتا ہے تو وہ اس گارنٹی کیلئے صارف (مکفول عنہ) سے بھی گارنٹی کا مطالبہ کرتا ہے اور یہ بنک کی مرضی ہے کہ وہ کس قسم کی چیز کو بطور گارنٹی کے قبول کرتا ہے کبھی تو وہ رقم لے لیتا ہے جس رقم کا بنک نے عہد کیا ہوتا ہے اور کبھی کسی اور چیز کو بطور گارنٹی کے قبول کرتا ہے۔ بنک عموماً یہ فیصلہ طالب کفالہ اور مکفول عنہ کی مالی حالت اور قابل اعتماد ہونے اور نہ ہونے کو دیکھ کر کرتا ہے۔

بنک جتنی رقم کی گارنٹی دیتا ہے، اگر وہ کل رقم طالب گارنٹی سے وصول کرلے تو اس کو "خطاب الضمان المُغطّیٰ" (letter of Gaurantee with Cover) کہتے ہیں۔ اور اگر مکمل رقم پہلے سے وصول نہ کرے تو اس کو "خطاب الضمان غیر

المعطّیٰ" (lettet of Gaurantee without Cover) کہتے ہیں۔اور اگر کل رقم کا ایک جزء دیتا ہے مثلاً اگر گارنٹی ۱۰ لاکھ کی ہے تو ۵لاکھ روپے بنک طالب گارنٹی سے پہلے سے وصول کرے تو اس گارنٹی کو "الضمان بغطاء جزئی" کہتے ہیں۔

گارنٹی لیٹر کے اجراء پر اجرت لینا: گارنٹی/ ضمان چونکہ عقد تبرّع ہے اور یہ بات ابتداء میں گزر چکی ہے کہ جو عقود تبرّعات ہیں ان پر اجرت لینا جائز نہیں ہے۔چنانچہ علامہ ابن المنذرؒ فرماتے ہیں: "أجمعَ كلُّ من نحفَظُ عنهُ من أهلِ العلمِ أنَّ الحمالَةَ بِجُعل يأخذُه الحميلُ لا تحلُّ وَلا تجُوزُ" 51۔"ہمارے علم کے مطابق تمام اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کفالہ میں کفیل جو اجرت لیتا ہے وہ حلال اور جائز نہیں ہے"۔

پس اگر گارنٹی لیٹر "خطابُ الضمان بغطاء" ہو۔یعنی بنک نے پہلے سے رقم وصول کرلی ہے تو پھر یہ بنک اور صارف کے درمیان عقد وکالہ ہے اور عقد وکالہ پر اجرت لینا جائز ہے۔اور اگر گارنٹی لیٹر "خطابُ الضمان بدونِ الغطاء" ہو تو پھر چونکہ یہ صرف کفالہ ہے لہذا اس پر اجرت لینا جائز نہیں۔لیکن چونکہ آجکل گارنٹی لیٹر کے اجراء میں صرف گارنٹی قرضا ہی نہیں ہوتا بلکہ اس اقرار کے خطابات کو تیار کرنا اور دیگر انتظامی اخراجات وغیرہ بھی آتے ہیں اس وجہ سے اس پر اجرت لینا جائز ہے۔تاہم یہ اجرت اجرۃ مثل ہی ہونی چاہیے زیادہ نہ ہو۔کیونکہ اجرۃ مثل سے زیادہ ہونے کی صورت میں اس میں ربا کا اندیشہ ہے۔مجمع الفقہ الاسلامی 52 نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔

اِعتماد کا خطاب(Letter of Credit):

آجکل کے دور میں بین الاقوامی تجارت میں ایک مشکل پیش آتی ہے کہ ایک ملک مثلاً پاکستان میں بیٹھا شخص امریکہ سے سامان (مال تجارت) منگوانا چاہتا ہے لیکن اس کو یہ خوف ہے کہ میں اگر رقم پہلے دے دوں تو پتہ نہیں امریکہ کا تاجر شرائط کے مطابق سامان بھیجے گا یا نہیں۔اسی طرح امریکہ کے تاجر کو خوف ہوتا ہے کہ اگر سامان پہلے بھیج دوں تو نہ معلوم رقم موصول ہوگی یا نہیں۔

اس مشکل کے حل کیلئے امریکہ کا تاجر پاکستان کے تاجر سے گارنٹی کا مطالبہ کرتا ہے۔جس کا آج کل عملی طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے سامان درآمد کرنے والا تاجر اپنے بنک کے پاس جاتا ہے۔بنک سے L.C کھولنے کا مطالبہ کرتا ہے۔بنک کریڈٹ لیٹر جاری کرتا ہے۔ جس میں "فاتح الاعتماد" جو L.C کھلواتا ہے اس کے مطالبہ کے مطابق شرائط درج کرتا ہے اس میں وہ شرائط درج کی جاتی ہیں جن پر رقم کی ادائیگی موقوف ہوتی ہے۔کہ اگر یہ شروط پوری ہوں تو بنک ادائیگی کا ضامن ہوگا۔بنک یہ لیٹر بائع کو بھیجتا ہے یعنی امریکی تاجر کو یا اس کے بنک کو جو اس نے بتایا ہوتا ہے۔بائع امریکہ میں وہ خطاب وصول کرتا ہے اور شروط کے مطابق مطلوبہ سامان روانہ کردیتا ہے۔ اس کے ساتھ اس سامان کے بل اور دیگر مستندات مثلاً تامین (انشورنس) کا اور جس کمپنی کے ذریعے بھیجے گئے اس کے مستندات (Bill of Lading) وغیرہ پاکستان میں مشتری کے بنک کو بھیجتا ہے۔پاکستان میں مشتری کا بنک ان مستندات کو وصول کرتا ہے ۔ان کی جانچ پڑتال کرتا ہے کہ وہ شرائط کے مطابق ہیں یا نہیں۔اگر اس میں کوئی غلطی ہوتی ہے تو اگر نظر انداز کرنے کے قابل ہو تو

مشتری کی اجازت سے نظرانداز کر دیتا ہے اور اگر بڑی غلطی ہو تو وہ کاغذات واپس کرتا ہے جو کہ بائع تصحیح کے بعد دوبارہ بھیجتا ہے۔ تاہم بنک کو یہ بھی اختیار ہوتا ہے کہ وہ ان مستندات کو رد کر دے اور ثمن کی ادائیگی سے انکار کر دے۔ اگر مستندات شروط کے مطابق ہوں تو پھر بنک کے ذمے لازم ہوتا ہے کہ وہ بائع کو رقم منتقل کر دے۔

مندرجہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ مشتری کا بنک دو قسم کے اعمال سرانجام دیتا ہے۔ ایک گارنٹی کا عمل جبکہ دوسرا وکالت کا عمل ہے۔ بنک بائع کو رقم کی ادائیگی کی گارنٹی دیتا ہے اور مشتری کے وکیل کی حیثیت سے بھی کام کرتا ہے۔ مثلاً خطاب (L.C)جاری کرنا، اس کو بھیجنا، وہاں سے کاغذات)مستندات (کو وصول کرنا، اور پھر رقم بائع کو ارسال کرنا وغیرہ۔ بنک کے لئے جائز ہے کہ وہ ان تمام خدمات کے عوض وصول کرے۔ تاہم اس میں بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ اجرۃ کی تعیین گارنٹی کے پہلو کو سامنے نہ رکھا جائے اور نہ ہی مدت کی زیادتی یا کمی کو سامنے رکھ کر اجرۃ متعین کی جائے۔ کیونکہ گارنٹی کے مقابلے میں رقم وصول کرنا جائز نہیں ہے اسی طرح مدت کے مقابلے میں رقم میں کمی یا زیادتی کرنا جائز نہیں ہے۔

اجرۃ کو گارنٹی کی رقم کی نسبت سے طے کرنا: خطاب الاعتماد (L.C) میں اور خطاب الضمان (L.G) میں جو رقم اداری اخراجات کے مقابل لی جاتی ہے کیا اس کا متعین ہونا ضروری ہے کہ وہ اجرت مثل ہی ہو یا یہ کہ اس کو گارنٹی کی کل رقم کی نسبت سے طے کیا جاسکتا ہے کہ ۲ فیصد یا ۵ فیصد ہو وغیرہ۔

اس کا جواب جاننے کیلئے ضروری ہے کہ اس بات کی التعین کرل یا جائے کہ ضمان/ گارنٹی پر اجرت لینے کے عدم جواز کی علت کیا ہے۔ پس اگر اس کی علت یہ ہے کہ یہ ربا کو مستلزم ہے جیسا کہ المغنی میں ابن قدامہ نے قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں" :وَ امَّا الکَفَالَۃُ فَانَّ الکَفِیلَ یَلزَمُہ الدَّینُ فَاِذَا اَدَّاہ وَجَبَ لَہ عَلی المَکفُولِ عَنہ فَصَارَ کالقَرضِ۔فَاِذَا اَخَذَ عِوَضًا صَارَ القَرضُ جَارًّا لِلمَنفَعَۃِ"53۔"اور جہاں تک کفالہ کا تعلق ہے تو کفیل پر عقد کفالہ کے نتیجے میں دین لازم ہو جاتا ہے اور اگر کفیل نے دین کی ادائیگی کر دی تو مکفول عنہ کے ذمے کفیل کیلیے اداشدہ رقم واجب ہو جائیگی۔ پس یہ قرض کی طرح ہو گیا لہذا اگر کفیل نے اس عمل پر عوض لیا تو یہ ایسا قرض ہو گا جس نے نفع کو کھینچا۔"

تو پھر اس صورت میں اجرۃ کو ضمان کی رقم کے ساتھ مربوط کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ ربا ہو جائیگا۔ اور اگر گارنٹی پر اجرت لینے کی عدم جواز کی علت رشوۃ ہے جیسا کہ علامہ سرخسیؒ فرماتے ہیں" :وَلَو کَفَلَ رَجُلٌ عَن رَجُلٍ بِمَالٍ علیٰ أن یَجعَلَ لَہ جُعلاً فالجُعلُ باطلٌ ہٰکذا اروی عن ابراہیم وَ لانَّہ رِشوَۃ54"۔"اگر ایک شخص نے کسی دوسرے شخص پر واجب مال کی ضمانت دی اس شرط پر کہ اس کے اس کے بدلے میں انعام مقرر کیا جائے تو دیہ باطل ہے ابراہیم رح سے اسی طرح منقول ہے اور

اس لیے کہ یہ رشوت ہے۔"

تو پھر اس کو صک کی کتابت کی اجرت پر قیاس کرکے خطاب الضمان کے اجراء کے اجرت کو گارنٹی کے رقم کے ساتھ مربوط کرنا جائز ہوگا۔ جیساکہ علامہ ابن عابدین اجرۃ الصک کے بارے میں لکھتے ہیں" : وَلَا یَخْرُجُ ذَالِکَ عَنِ اُجرَۃِ مِثلِہِ فَاِنَّ مَن تَفَرَّغَ لِہذاالعَمَلِ مَثَلاً لَا یَاخُذُالاُجرَۃَ عَلی مَشقَّتِہِ "55۔اور وہ (مشقت سے زیادہ ثمن لینا اس کو اجرۃ مثل ہونے سے نہیں نکالتا کیونکہ جو شخص کسی کام کیلئے فارغ ہوجاتا ہے جیسے موتیوں کا ثقب لگانے والا وہ اپنے مشقت کے بقدر اجرت نہیں لیتا۔ پس جب قاضی کیلئے صک لکھنے پر حقیقی مشقت سے زیادہ اجرت جائز ہے اور اسی طرح اس کی رقم کی نسبت سے لینا جائز ہے تو خطاب الضمان کے اجراء میں بھی کل مبلغ کی ایک نسبت لینا جائز ہوگا یہ اس صورت میں ہے جب علت منع اخذ الاجرۃ علی الضمان وہ رشوت ہو ۔

خلاصہ بحث

1۔عقد کفالہ کی بنیاد تبرع اور احسان پر ہے لہذا اس پر معاوضہ یا اجرت لینا جائز نہیں۔

2۔کفالت کا معاوضہ ،مکفولی یا ان کے علاوہ کسی تیسرے شخص (حقیقی یا قانونی) کی طرف سے قرضے کا امکان ہے۔

3۔فقہانے کفالہ کے مقابلے میں عوض کے عدم جواز کی دو علتیں ذکر کی ہیں۔یعنی یا تو یہ ربا ہے یا رشوت ہے۔

4۔البتہ اگر گارنٹی کے ساتھ ساتھ کوئی اضافی کام جو کفیل ہونے کی حیثیت سے اس کی ذمہ داری میں نہیں آتے،وہ بھی انجام دیدے تو اس صورت میں چونکہ وہ وکیل کی حیثیت سے کام بھی کرتا ہے لہذا اس کیلئے وکالت کی اجرت لینا جائز ہے۔

5۔لیٹر آف کریڈٹ میں بنک بائع کو رقم کی ادائیگی کی گارنٹی دیتا ہے اور مشتری کے وکیل کی حیثیت سے بھی کام کرتا ہے۔ مثلاً خطاب (L.C) جاری کرنا، اس کو بھیجنا، وہاں سے کاغذات)مستندات (کو وصول کرنا، اور پھر رقم بائع کو ارسال کرنا وغیرہ۔ بنک کے لئے جائز ہے کہ وہ ان تمام خدمات کے عوض وصول کرے۔

6۔تاہم اس میں بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ اجرۃ کی تعیین گارنٹی کے پہلو کو سامنے نہ رکھا جائے اور نہ ہی مدت کی زیادتی یا کمی کو سامنے رکھ کر اجرۃ متعین کی جائے۔

حوالہ جات:

---

[1] ابن الھمام، کمال الدین محمد بن عبدالواحد (م۔۸۶۱ھ)، فتح القدیر، دار الفکر بیروت، ۷:۱۶

Ibnūl hūmmām , Kamālūdd

۲۔ابن الھمام، محمد بن عبدالواحد، فتح القدیر، ۷:۔۱۱۶الکاسانی، ابو بکر بن مسعود الحنفی (م۔۵۸۷ھ)، بدائع الصنائع، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۶ھ-۱۹۹۲ء ط، ۶:۲

3الشربيني, محمد بن أحمد الشافعي(م:977ه-), مغني المحتاج إلى معرفة معاني ألفاظ المنهاج, دار الكتب العلمية,1415ه-1994م3:54.-ابن عرفة, محمد بن أحمد الدسوقي(م:1230ه-), حاشية الدسوقي على الشرح الكبير, دار الفكر,3:330

4ابن قدامة، أبو محمد موفق الدين عبد الله بن أحمد بن محمد بن قدامة (المتوفى:620ھ) المغني لابن قدامه، مكتبة القاهرة،4:399

5حوالہ بالا۔

6، یوسف:۷۲، ۱۲۔

7البخاری، محمد بن سماعیل، (متوفی۔۲۵۶ھ)، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ۔ کتاب الکفالۃ، باب من تکفّل عن میت دیناً فلیس لہ ان، نمبر ۳، حدیث نمبر ۲۲۹۵

8--ابن رشد الحفید، محمد بن احمد، (متوفی۔۵۹۵ھ)، بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد (دار الحدیث القاہرہ)، طبع ۱۴۲۵ھ ۲۰۰۴ء، ۷۹، ۴:ii-ابن قدامۃ، عبد اللہ بن احمد، المغنی، 4:400

9 (ابن عابدین، محمد امین بن عمر، (المتوفی ۱۲۵۲ھ)، ردّ المحتار، الناشر: دار الفکر-بیروت، الطبعۃ: الثانیۃ، 1412ھ-1992م ۵:۳۰۳)

10ابن عابدین، محمد امین بن عمر، (المتوفی ۱۲۵۲ھ)، ردّ المحتار، الناشر: دار الفکر-بیروت، الطبعۃ: الثانیۃ، 1412ھ-1992م ۵:۳۰۳

11حوالہ بالا

12الکاسانی، علاء الدین، بدائع الصناءع جلد ۶، ص ۲-ابن قدامۃ، عبد اللہ بن احمد، المغنی لابن قدامہ، ۴:۴۰۰

13الترمذی، محمد بن عیسی، سنن الترمذی، باب ماجآء في أن العاریۃ مؤدّاۃ، حدیث نمبر ۱۲۶۵

14الشربینی، محمد بن احمد، مغنی المحتاج الی معرفۃ معانی الفاظ المنہاج، ۳:۲۰۵

15ابن رشد، محمد بن احمد، بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، ۴:۸۲۔الشربینی، مغنی المحتاج، ۳:۲۱۱۔

16ابن قدامۃ، عبد اللہ بن احمد، المغنی لابن قدامہ، ۴:۴۱۰---ابن جزی، محمد بن احمد، (المتوفی ۷۴۲ھ)، القوانین الفقہیۃ: ۲۱۴۔

17الزحیلی، وہبہ مصطفی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، ۶:۴۱۷۳۔

Al-Zuhayl

18الکاسانی، علاء الدین ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع، ۶: ۳---الشربینی، محمد بن احمد، (المتوفی ۹۷۷ھ) مغنی المحتاج الیمعرفۃ معانیالفاظ المنہاج، (دار الکتب العلمیہ)، ۱۴۱۵ھ-----۱۹۹۴ء، طبع اول، ۳:۲۱۶

19ابن قدامہ، عبد اللہ بن احمد، المغنی لابن قدامہ، ۴:۴۰۷۔

20الکاسانی، علاء الدین ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع، ۶:۷۳---ابن قدامہ، عبد اللہ بن احمد، المغنی لابن قدامہ، ۴:۲۴۴

21ابن الهمام, كمال الدين محمد بن عبد الواحد السيواسي (المتوفى:861ه-), فتح القدير, دار الفكر,7:186

22الدسوقي, محمد بن أحمد بن عرفة, (المتوفى:1230ه-), حاشية الدسوقي عليالشرحالكبير, دار الفكر,3:340

23الصاوي المالكي, أحمد بن محمد الخلوتي (المتوفى:1241ه) بلغة السالك لأقرب المسالك المعروف بحاشية الصاوي على الشرح الصغير, دار المعارف,(3:442

24 النووي, أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف (المتوفى:676ه-), المجموع شرح المهذب ((مع تكملة السبكي والمطيعي), دار الفكر,14:47

25 مجمعالفقہالِاسلامی مجلۃ مجمع الفقہ الاسلامی، الدورۃ السابعہ، العدد: الثانی، الجزء: الثانی ص:1030

26 الزحیلی، وہبہ مصطفی، الفقہ الاسلامی، ۶:۴۱۷۷

27 الکاسانی، علاء الدین ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع، ۶:۱۰۔

28 حوالہ بالا

29 الماوردی، علی بن محمد، (المتوفی ۴۵۰ھ)، الحاویالکبیر فیفقہمسلکالامامالشافعی، ۶:۴۳۴۔

30 ابنقدامہ، عبداللہبناحمد، المغنی، ۴:۱۰۸۔

31 ابن رشد الحفید، محمد بن احمد، (متوفی۔۵۹۵ھ)، بدایۃ المجتہد، نمبر ۴:۸۱۔

32 الترمذی، محمد بن عیسی، سنن الترمذی۔ بَابُ مَاجَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ قَالَ: «نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَيْنِهِ حَتَّى يُقْضَى عَنْهُ، حدیث نمبر 1078

33 لجنۃ مکونۃ من عدۃ علماء وفقہاء في الخلافۃ العثمانیۃ، مجلۃ الاحکام العدلیۃ، نور محمد، کارخانہ تجارتِ کتب، آرام باغ، کراتشی، مادّہ رقم، ۱۵۳۶۔

34 الکاسانی، علاء الدین ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع، ۶:۱۸۔۔۔۔ الماوردی، علی بن محمد، (المتوفی ۴۵۰ھ)، الماوردی، علی بن محمد، (المتوفی ۴۵۰ھ) ، الحاویالکبیر، ۶:۴۴۵۔۔۔۔ ابن جزی، محمد بن احمد، (المتوفی ۷۴۲ھ)، القوانینالفقہیۃ: ۲۱۴۔۔۔۔ ابنقدامہ، عبداللہبناحمد، المغنیلابنقدامہ، ۴:۳۰۹۔

35 البہوتی، منصور بن یونس الحنبلی (متوفی۔۔۔۱۰۵۱ھ)، کشاف القناع، ۳:۳۹۰۔۔۔۔ زین الدین بن ابراہیم، (المتوفی۔۹۷۰ھ)، البحر الرائق، ۷:۲۵۵۔

36 الزحیلی، وہبہ مصطفی، الفقہ الاسلامی، ۶:۴۱۶۹۔

37 النساء: ۴، ۵۸

38 ابن العربی، محمد بن عبداللہ، (المتوفی ۵۴۳ھ) احکامالقرآن، دار الکتبالعلمیہبیروت۔۔ لبنان، طبعسوم، ۱۴۲۴ھ۔۔۲۰۰۳ء، ۱:۵۷۰

39 ابن قدامہ، المغنی لابن قدامۃ، ۹:۱۹۴

40 سلیمان محمد احمد، ضمان المتلفات في الفقہ الاسلامی، مطبعۃالسعادۃ، طبع اول۔۔ صفحہ ۶۶۔

41 ابن العربی، محمد بن عبداللہ، احکام القرآن، ۱:۵۷۰۔

42 الزرکشی، محمد بن عبداللہ، (المتوفی ۷۹۴ھ) المنثور فيالقواعد الفقہیۃ، وزارۃ الاوقافالکویتیۃ، ۲:۳۲۶

43 النسا: 4، 58

44 الدارقطنی، علی بن عمر، سنن الدارقطنی، کتاب البیوع، ۳، حدیث نمبر ۲۹۶۱

45 ابن قدامہ، عبدبن احمد، المغنی لابن قدامۃ، ۹:۱۹۴

46 البیہقی، احمد بن الحسین، (المتوفی ۴۵۸ھ) السنن الکبریٰ، دار الکتب العلمیۃ بیروت۔ لبنان، ط سوم، ۱۴۲۴ھ۔ ۲۰۰۳، کتاب الودیعۃ، بابلا ضمان علیٰ مؤتمن، حدیث نمبر ۱۲۷۰۰۔

47 ابن عبدالبر، یوسف بن عبد اللہ، الکافی، ۲: ۸۰۱ الشیرازی،، أبو اسحاق إبراهيم بن علي (المتوفى: 476ھ)، المھذب في فقة الإمام الشافعي دار الکتب العلمیۃ، ۲:۱۸۱۔۔۔۔ ابن قدامۃ، محمد بن عبداللہ، المغنی، ۶:۴۳۶

48المرغینانی، علی بن ابی بکر، الہدایۃ، ۳: ۱۴۳۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔المرداوی، علی بن سلیمان، الانصاف، 5: ۳۹۶۔۔۔۔۔۔الشربینی، محمد بن احمد، مغنی المحتاج الی معرفۃ الانصاف، ۲۵۴: ۳۔

49ابن الہمام، کمال الدین محمد عبد الواحد، فتح القدیر، ۶: ۱۸۸۔۔۔الشربینی، محمد بن احمد، مغنی المحتاج، ۳: ۲۲۴۔۔۔ابن مفلح، ابراہیم بن محمد۔(المتوفی ۸۸۴ھ) المبدع فیشر حالمقنع، دار الکتب العلمیۃ بیروت۔لبنان، طبع اول، ۱۴۱۸ھ۔۱۹۹۷ء، ۳۵۶: ۴

50المرغینانی، علی بن ابی بکر، الہدایۃ، ۳: ۲۰۹۔۔۔۔۔۔۔الشربینی، محمد بن احمد، مغنی المحتاج، ۳: ۴۰۵

51بن المنذر، محمد بن إبراهيم (المتوفى: 319ھ)، الإشراف علیٰ مذاهب العلماء، مكتبة مكة الثقافية، رأس الخيمة - الإمارات العربية المتحدة، ۶: ۲۳۰

52مجمع الفقہ الاسلامی، مجلۃ مجمع الفقہ الاسلامیالجزء الثانی، العدد الثانی: ۱۲۰۹: ۱۲۱۰

53 ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد، المغنی لابن قدامہ، ۴: ۲۴۴

54 السرخسي، محمد بن أحمد بن أبي سهل شمس الأئمة السرخسي (المتوفى: 483ھ)، المبسوط للسرخسی، دار المعرفة - بيروت 1414ھ-1993م، ۳۲: ۲۰

55 ابن عابدین، محمد امین، رد المحتار، ۶: ۹۲